قاضی سعید انور

مبتدیان دعوت کے لئے اہم ہدایات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا فرمایا۔ اور پیدا کرنے کے بعد بے شمار ایسی نعمتیں اور صفات اس کی فطرت میں رکھیں جو دوسری مخلوقات میں مفقود ہیں اگر ان صفات کا ذکر بیان کیا جائے تو نہ صرف موضوع کی خلاف ورزی ہوگی بلکہ اختصار کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹ جائے گا لیکن ان صفات میں ایک صفت کا یہاں ذکر ضرور ہوگا اور وہ بھی اجمالاً۔ وہ قوت قوتِ گویائی ہے یوں تو ہر ذی روح میں کلام کرنے کی طاقت موجود ہے لیکن انسان کے علاوہ بقیہ مخلوقات کی کلام مبہم ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اگر کسی مخلوق کی زبان کو کوئی مرتبہ اور مقام مل سکا ہے تو وہ انسان کی زبان ہے۔

ابتدا میں انسان بولنے سے قاصر تھا تو اپنے مافی الضمیر کا اظہار اشاروں کی زبان میں کیا کرتا تھا اور یہ بھی انسان کی انفرادیت ہے۔ آہستہ آہستہ انسان نے بولنا سیکھا اور اس کی گویائی ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی یہاں تک کہ اس وقت دنیا میں رائج زبانوں کی تعداد لا محدود ہے۔

کسی بھی زبان میں قوت بیان کو ایک خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے بعض دفعہ ایک بڑے سے بڑا عالم محض زور بیان نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں مقبولیت حاصل نہیں کرپاتا جبکہ اسی کا ہم عصر ایک جاہل آدمی محض اپنے زور بیان کی وجہ سے عوام الناس میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل کرلیتا ہے۔

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور یہ دنیا کا واحد مذہب ہے جس کی تبلیغ اس کے پیروکار کے ذمہ ہے یہاں تک کہ امام کائنات نے بلغوا عنی ولو آیۃ کے الفاظ ارشاد فرما کر سب عذر، بہانوں کے راستے بند کردیئے جو بعد میں آنے ولے لوگ اپنی سستی کو چھپانے کے لئے گھڑنے والے تھے۔

جب اس بات میں ذرا برابر بھی شبہ نہیں کہ اسلام کی تبلیغ ہر مومن مسلمان پر فرض ہے اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اپنی بات منوانے کے لئے زور بیان کی اہمیت

سے انکار نہیں کیا جا سکتا ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل اسلام اس میدان میں ضرور آئیں۔ آج ہماری [illegible] کی وجوہات میں ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم لوگوں میں جرات، بے خوفی، بے باکی اور جوش جذبے سے حق بیان کرنے والے حضرات کی قلت ہے اور جو موجود ہیں ان میں اکثریت ایسے احباب کی ہے جو کسی کو بات سمجھانے کی بجائے بذات خود اپنی مارکیٹ چمکانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ بہرصورت یہاں ان مہربانوں کا ذکر خیر نہیں بلکہ زور بیان کی بات ہو رہی ہے چنانچہ ذیل میں چند ان چیزوں کو اجمالاً ذکر کروں گا جو زور بیان چمکانے میں کافی حد تک مددگار اور معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

(۱) احساس کمتری سے نجات:

بہت سارے مبتدی بے پناہ صلاحیت کے باوجود منبر پر کھڑا ہونے سے محض اس لئے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ ان کو یہ احساس دامن گیر ہوتا ہے کہ میری کوئی سماجی، عوامی، معاشرتی، سیاسی، مجلسی یا مذہبی حیثیت نہیں ہے۔ للذا لوگ میری بات کو غور سے سننے کی بجائے نظر انداز ہی نہیں کریں گے بلکہ ممکن ہے الٹا مجھے مذاق کا نشانہ بھی بنائیں۔ اس احساس کا مکمل خاتمہ ہونا چاہئے جب آپ کے دل میں عوام الناس کا سچا درد موجود ہے اور آپ واقعی ان کی اصلاح کے خواہاں ہیں تو آپ کو ان کی خیر خواہی کی بات ان کے سامنے کہتے ہوئے کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے بلکہ ذہن میں یہ بات رکھیں کہ یہ لوگ مجھے سننے کے مشتاق ہیں اس سے حوصلہ بڑھے گا، خود اعتمادی میں اضافہ ہو گا اور آپ کا ذہن بھٹکنے کی بجائے خیالات کا ذخیرہ کرے گا اور جو زور بیان کے لئے جزو لازم کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۲) خود اعتمادی:

اگرچہ یہ پہلو بظاہر پہلے کا جزو ہی معلوم ہوتا ہے مگر بعض اعتبارات سے اس سے مختلف بھی ہے کیونکہ خود اعتمادی کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہوتا ہے براہ راست عوام سے نہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ تقریر سے پہلے خوب تیاری کریں اور

یاری اس انداز سے کریں کہ اگر آپ ایک گھنٹہ بولنا چاہتے ہیں تو تیاری کم از کم دو اڑھائی گھنٹے کی ہو تاکہ اگر کچھ چیزیں ذہن سے نکل بھی جائیں تو آپ کو کسی قسم کی گھبراہٹ یا پریشانی نہ ہو۔ اس کے علاوہ گفتگو آہستہ سے شروع کریں تاکہ آپ کا اعتماد بحال ہو سکے۔

(۳) کسی عام اور اہم موضوع کا انتخاب:

فن خطابت کے مبتدیوں کے لئے موضوع کا انتخاب بہت اہم مسئلہ ہے بعض دفعہ ابتدائی مراحل میں بھی مقررین مشکل موضوعات کا انتخاب کر لیتے ہیں اور صلاحیت کی کمی کی وجہ سے اس کا حق ادا کرنے کی صورت میں دلبرداشتہ ہو کر اس میدان سے ہی ہٹ جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ موضوع کا انتخاب اپنی فہم و فراست، علم اور تجربے کو دیکھ کر کیا جائے اور اس سلسلے میں اگر موضوع کے بارے میں تین چیزوں کا اہتمام ہو جائے تو میرے خیال میں کسی مبتدی کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہو گی اور ان شاء اللہ اس کا نہ صرف حوصلہ بڑھے گا بلکہ حوصلہ افزائی بھی ہو گی نیز عوام میں قدر و قیمت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا اور وہ چیزیں ہیں (۱) موضوع عام ہو۔ (۲) اہم ہو۔ (۳) منفرد ہو۔

اللہ ہمیں دین اسلام پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین